فوت شدگان کو

ایصالِ ثواب

کیوں اور کیسے؟

از قلم

حضرت مولانا الحاج ابو الفضل محمد اللہ دتہ سیالوی نور اللہ مرقدہ

بانی ضیاء العلوم جامعہ شمسیہ رضویہ بھابڑہ شریف تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Mob: 0333-8173630

فوت شدگان کو

ایصالِ ثواب

کیوں اور کیسے؟

از قلم

حضرت مولانا الحاج ابوالفضل محمد اللہ دتہ سیالوی نور اللہ مرقدہ

بانی ضیاء العلوم جامعہ شمسیہ رضویہ بھابڑہ شریف تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

Rs. 15

اویسی بُک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ علی حیدریہ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Mob: 0333-8173630

نام کتاب.................. فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیوں اور کیسے؟

مؤلف..................... حضرت مولانا الحاج ابوالفضل محمد اللہ دتہ سیالوی

تحریک و پروف ریڈنگ...... محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ

طبع.................... دوم

تعداد..................... ۱۱۰۰

کمپوزنگ .... محمد نوید رضوی مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

0322-5532405

ملنے کے پتے

- اویسی بک سٹال
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
- مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں
- مکتبہ جمالِ کرم لاہور
- مکتبہ مسلم کتابوی لاہور
- مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
- مکتبہ کرمانوالہ بک شاپ لاہور

پیش لفظ

از قلم حقیقت رقم:

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت علامہ صاحبزادہ محمد معظم الحق صاحب محمودی

(آستانہ عالیہ معظم آباد شریف)

ایصالِ ثواب ایک ایسا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عام اہلِ اسلام اس کے قائل ہیں، عقائد کی تمام کتابوں میں اس کی بحث کی گئی ہے اور عقائد میں اسے داخل کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں اس سے انکار کرنا محض نادانی اور کج فہمی ہے سوائے معتزلہ کے انکار اور ان کے اس استدلال پر کہ خدا نے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۳۹) فرمایا ہے علماءِ اہلسنّت، محدثین و فقہاء اور صوفیہ وغیرہم نے بڑی جرح قدح اور تردید کی ہے۔ اگر آیہ شریفہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے واقعی یہ معنی لئے جائیں اور اس کا یہی مطلب ہو کہ انسان کو صرف وہی ملے گا جس کیلئے وہ بذاتِ خود کوشش کرتا ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے تو مسلمانوں کے بہت سے متفق علیہ معتقدات غلط اور لغو ہو جائیں گے اور خود قرآن مجید کی بہت سی آیات اس ایک آیت کی معارض و مخالف ثابت ہوں گی۔ شفاعت جس کی مسلمانوں کو آس ہے اور قرآن پاک سے ثابت ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۹)

امر فضول اور لغو ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کیلئے دعائے مغفرت کرنا (سورہ محمد آیت نمبر ۱۹) اور قبول ہونا غلط ہو جائے گا اور مہمل سمجھا جائے گا۔

حالانکہ خود قرآن مجید میں ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

پ ۵ (سورہ النساء:۶۴)

ترجمہ: اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے تیرے پاس آئے ہوتے اور خدائے تعالیٰ سے مغفرت مانگی ہوتی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیلئے مغفرت مانگتے تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔

اسی طرح نمازِ جنازہ اور درود وسلام اور والدین کیلئے دعائے مغفرت اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی ذریت کیلئے دعا مانگنا اور مومنین اور سابقین کے حق میں استغفار وغیرہ ذالک (سورہ الحشر آیت ۱۰) سب باتیں لغو اور بے کار ہو جائیں گی حالانکہ ان سب امور کا ثبوت نص قطعی سے ہے اور خداوند کریم نے اپنے پاک کلام میں وعدہ فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور ان کی ذریت بھی ان کی متبع رہے گی اور اگر ان کی اولاد و ذریت ان کے درجہ و رتبہ کی نہ ہوگی تو ہم ان کے پاس خاطر سے ان کی ذریت کو بھی جنت میں داخل

کردیں گے۔ (سورہ الطور آیت نمبر ۲۱)

مذکورہ بالا آیت کی رو سے یہ الحاق جائز و درست نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ غیر کی سعی کا نتیجہ ہے۔ احادیثِ صحیحہ زندوں کی کوشش سے اموات کو نفع پہنچنے کے بارے میں اس کثرت سے مروی ہیں کہ اگر سب طُرق ملا دیئے جائیں تو مشہور کیا معنی حد تواتر کو پہنچ جائیں جیسا کہ علامہ ابنِ ہمام نے فتح القدیر باب الحج عن الغیر میں لکھا ہے:

احادیث سے تو صاف ثابت ہے کہ مُردے کو مالی خیرات، بدنی خیرات، دعا، درود، نماز، روزہ، قرآن سب کا نفع پہنچتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَ نَحُجُّ عَنْھُمْ وَ نَدْعُوْ لَھُمْ فَھَلْ یَصِلُ ذَالِکَ اِلَیْھِمْ. (عینی شرح ہدایہ جلد ۱، ص ۱۶۱۱)

یعنی ہم اپنے اموات کی طرف سے صدقات و خیرات اور حج اور (ان) کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں تو کیا یہ اُن تک پہنچتا ہے۔

فرمایا ہاں پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش اور مسرور ہوتے ہیں جیسے کوئی کسی کو عمدہ اور مرغوب ہدیہ و تحفہ بھیجے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

باب الحج عن الغیر میں صحاح و سنن میں میّت کی طرف سے حج کرنے

اور مردے کو اس کا ثواب بھیجنے کے بارے میں کافی حدیثیں موجود ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مینڈھے ذبح کرنا' ایک اپنے اور اپنے عیال کی طرف سے دُوسرا اپنی تمام اُمّت کی طرف سے کُتبِ حدیث میں مشہور و معروف ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ احسان وسلوک کرنے کی بابت پوچھا؟ فرمایا کہ مرنے کے بعد ان کے ساتھ احسان وسلوک یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے نماز پڑھو اور اسی طرح ان کی طرف سے روزے رکھو۔ (شرح الصدور ص ۱۲۹)

ایصالِ ثواب کی دو صورتیں ہیں۔ ایک نیابتہً یعنی مردے کی طرف سے کوئی کارِ خیر کرنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی کارِ خیر کا ثواب اس کی طرف ہدیہ اور اسے ہبہ کرنا۔ اوّل الذکر تو بالکل متفق علیہ ہے ایداء ثواب اور ہبہ میں بعض نے اختلاف کیا ہے اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہبہ میں تملیک و قبضہ شرط ہے اور اس صورت میں ہبہ کرنے والا اس پر قابض ہی نہیں ہوتا ہے۔ پھر یہ کیونکر درست ہوگا لیکن انصاف یہ ہے کہ تملیک و قبضہ محسوسات میں ہوتا ہے اور ایصالِ ثواب کوئی محسوس امر نہیں' ورنہ کیا انسان اپنے لئے جو حسنات و خیرات وسعی کرتا ہے اس کی اسے تملیک حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اس پر قابض ہوتا ہے۔

کتاب الروح میں علامہ ابن قیم نے مختلف جگہوں پر بحثیں کی ہیں اور اسے ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب کوئی قرض دار مر جائے اور کوئی شخص اس کا قرض اپنے پاس سے ادا کر دے اور میت کی طرف سے قرض خواہ کو اس کا قرض دے دے تو میّت کو اس سے نفع ہوتا ہے اور اس کے سر سے قرض کا بوجھ اُتر جاتا ہے تو ہدیہ اور ہبہ سے وہ کیوں نہ منتفع ہوگا اور ان دونوں میں فرق ہی کیا ہے جس طرح سے میّت کا قرض ادا اور پورا کر دینے اور اس کا بری الذمہ کر دینے سے وہ ابراء و اداء میّت تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ بری ہو جاتا ہے اسی طرح کوئی شخص اگر ثواب عمل اس کو بخشے گا اور ہدیہ کرے گا تو وہ ہدیہ اس تک پہنچے گا اور بھلا کون سی نص، کون سا قاعدہ، کون سا قیاس ہے جس کے بموجب ایک ذمہ داری ساقط کرنے سے تو میت منتفع ہوتا ہے اور ہدیہ اور ہبہ سے نہیں؟

شرح الصدور (ص ۱۳۰) اور فتح القدیر وغیرہ میں یہ حدیث منقول ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قبرستان کی طرف سے گزرے اور گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا اجر اموات کو ہدیہ کرے (بخش دے) تو اسے ان اموات کے عدد کے حساب سے ثواب ملے گا۔ (اخرجہ ابو محمد السمرقندی مرفوعاً)

اور ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور مقابر (الھکم التکاثر) پڑھ کر ثواب میت کو بخش دے اور کہے کہ خدایا عزّوجل میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب ان اہلِ مقابر کو پہنچے تو وہ مُردے خدا کے ہاں اس کے سفارشی ہوں گے۔ (شرح الصدور)

ایصالِ ثواب بطریق ہدیہ وہبہ کے مجوزہ قائل بڑے بڑے بزرگان علماء ہیں مثلاً امام احمد بن حنبل، حافظ شمس الدّین بن عبدالواحد المقدسی، علامہ ابو محمد عبدالحق، ابو محمد سمرقندی، امام غزالی، حافظ ابن حجر عسقلانی، ابوالقاسم سعد زنجانی، علامہ ابن قیم، علامہ جلال الدّین سیوطی، علامہ زبیدی محدّث، امام عبدالوہاب شعرانی، مُلّا علی قاری، علامہ ابنِ ہمام، علامہ بدرالدین عینی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شیخ عبدالحق، شاہ عبدالعزیز محدّث اور علامہ قاضی شوکانی و دیگر اکابر علماء اُمت، مقتدایان اہلِ حدیث وغیرہم من العلماء والفقہاء والمتصوفین والمحدثین رحمہم اللہ تعالیٰ۔

علامہ ابنِ قیم کتاب الروح میں جمہور سلف اور خاص کر امام احمد بن حنبل کا مسلک لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ نیز امام احمد نے فرمایا کہ تین بار آیت الکرسی اور سورہ اخلاص پڑھ کر مردہ کو بخشش دو۔

شرح الصدور میں ہے امام غزالی کی احیاء اور علامہ عبدالحق کی العاقبہ میں امام بن حنبل سے منقول ہے کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورہ فاتحہ اور معوذتین اور اخلاص پڑھ کر اموات کو بخشو، ان کو ثواب پہنچتا ہے۔

باب الحج عن الغیر میں ہے:

والاصل فی ھذا بان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره الی قوله عند اهل السنة والجماعة۔

"اہلسنّت کے نزدیک اصل یہی ہے ایک انسان کے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہے"۔

قاضی شوکانی مرحوم نیل الاوطار جلد دوم میں لکھتے ہیں:

وقد اختلف فی غیر الصدقة من اعمال البر هل یصل الی المیت فذهب المعتزلة الی انه لا یصل شیء واستدلوا بعموم الآیة وقال فی شرح الکنزان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره الی قوله و یصل ذالک الی المیت و ینفعه عند اهل السنة۔

اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ایصالِ ثواب کا انکار عموم آیت کو دیکھ کر صرف معتزلہ نے کیا ہے' جبکہ اہلسنّت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ثواب میّت کو پہنچتا بھی ہے اور وہ اس سے نفع مند بھی ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی کشف الغمہ جلد ا، ص ۱۷۴ میں فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّ عَلَى الدُّعَاءِ وَالصَّدَقَةِ وَالْقُرَبِ الْمُهْدَاةِ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ

اَقَارِبِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَيَقُوْلُ اِنَّ ذَالِكَ كُلَّهٗ يَنْفَعُهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقارب اور بھائیوں کیلئے دعا' صدقہ اور رحمت بھرے قرب کی طلب کی' ترغیب ارشاد فرماتے اور فرماتے کہ جملہ فوت شدگان کیلئے باعث نفع ہیں۔

پیشِ نظر رسالہ میں حضرت العلامہ جناب مولانا اللہ دتہ صاحب سیالوی نے اپنے زبردست محققانہ انداز میں اس موضوع کو لیا ہے۔

اس عنوان کی جملہ جزئیات کی جس دلنشین انداز اور تفصیل سے تحقیق فرمائی یہ انہی کا حصہ ہے۔

ایصالِ ثواب کیلئے اشیاء خورد و نوش' ان کا سامنے رکھنا' کسی شخصیت کیلئے نامزدگی اور اس کی رُوح کی خوشنودی کا قصد کرنا (ارادہ) وغیرہ مسائل کو حدیث مبارکہ' اسلاف اُمّت کے طرزِ عمل' فقہاء کی تحقیق اور بالخصوص اس مسئلہ میں اختلاف کرنے والے علماء کی اپنی مسلمہ کتب سے چھانٹ کر اس موضوع کی تحقیق کا حق ادا کر دیا۔

محمد معظم الحق محمودی

خانقاہ معظمیہ معظم آباد شریف

....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایصالِ ثواب بعد از وصال

سوال نمبر۱: کیا گیارھویں شریف کا ختم پڑھنا اور اس چیز کو کھانا پینا جائز ہے؟

الجواب: حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کسی بھی اہلِ ایمان کی رُوح کو ایصالِ ثواب کیلئے کسی بھی حلال چیز پر ختم پڑھنا جائز ہے اور اس کا استعمال بھی جائز (ہر غریب و امیر کیلئے) کیونکہ اس کی ممانعت نہ تو قرآن میں ہے نہ کسی حدیث میں اور نہ ہی اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور جس چیز کی ممانعت ثابت نہ ہو اس کو منع کرنا سخت گناہ ہے بلکہ کفار کا طریقہ اور شیطان بننا ہے۔

دیکھیں قرآن پاک میں ہے:

۱۔ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۝

(پارہ ۲۸، رکوع ۱۹، سورہ التحریم آیت نمبر ۱)

ترجمہ: اے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہے۔

۲۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

(پارہ ۲، رکوع ۵، سورہ بقرہ آیت ۱۷۲)

ترجمہ: جو چیزیں پاکیزہ ہم نے تم کو دی ہیں وہ کھاؤ

اور ختم میں کیا چیز پلید ہے؟ کیا قرآن پاک یا درود شریف یا کھانا وغیرہ۔

۴۔ کفار نے چند ایک جانوروں کو حرام کرلیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔

(پارہ ۷، رکوع ۴، سورہ المائدہ آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام مقرر نہیں فرمائے یعنی حرام نہیں کیے بلکہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ کفار اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو حرام کہتے تھے مگر ان کے کہنے سے حرام نہ ہو جاتی تھیں تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پر حلال کو حرام فرمانے سے منع فرمایا اور کفار کے حرام کرنے کا اعتبار نہ کیا بلکہ بہتان ٹھہرایا تو اب بھی جو اپنی طرف سے منع کرے گا وہ بھی مفتری ہوگا اور خدا کے فرمان کا باغی۔ اب آیئے کتب حدیث کو دیکھیں۔

عن عياض بن حمار النجاشي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل ما نحلته عبدي

حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلهم وانّهم اتتهم الشیاطین فاجتاهم عن دینهم و حرمت علیهم ما احللت لهم۔

(مسلم شریف جلد۲، ص ۳۸۵)

ترجمہ: حضرت حیاض بن حمار النجاشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا خبردار! بے شک میرے رب نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم کو اس سے جتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے آج کے دن جتایا ہے۔ ہر مال جو میں اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے اور بے شک میں نے اپنے تمام بندوں کو اپنے دین پر مستقیم پیدا فرمایا ہے۔ بے شک ان کے پاس شیطان آئے تو ان کو اپنے دین سے ہٹایا اور جو میں نے ان پر حلال کیا تھا وہ ان پر حرام قرار دیا۔

غور فرمائیں کہ پہلا امر جو کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ میں نے جو بھی بندہ کو دیا وہ حلال ہے تو جس چیز کی بھی حرمت خدا جلّ جلالہٗ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ ہوگی وہ یقیناً حلال ہو گی۔ دوسرا یہ کہ حلال کو شیطان حرام قرار دیتے ہیں۔

گیارھویں کے ختم اور جس پر پڑھا گیا کی حرمت یا تو قرآن وحدیث سے ثابت کرنی ہوگی ورنہ امر اوّل کے لحاظ سے وہ یقیناً حلال اور جائز ہے۔

نمبر۲: جب وہ حلال ہے تو اس کو حرام قرار دینا شیطانوں کا کام ہے' انسانوں اور مسلمانوں کا کام نہیں۔اب دیکھیں کہ ختم میں کیا کیا ہے۔

۱۔ ایصالِ ثواب

۲۔ نامزد کرنا کہ فلاں کا ختم

۳۔ اس بزرگ کو راضی کرنا یعنی یہ نظریہ کہ اس کو ثواب پہنچے گا تو وہ راضی ہوگا۔

۴۔ سامنے رکھ کر پڑھنا۔

۵۔ لوگوں کو کھانے کیلئے جمع کرنا۔

۶۔ ہر امیر غریب کا کھانا۔

۷۔ دن مقرر کرنا۔

۱۔ مشکوٰۃ شریف باب فی الاضحیۃ ص ۱۲۸' ابنِ ماجہ ص ۲۲۵' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قربانیاں کیں۔(جن کے ذبح کی تفصیل اسی حدیث میں موجود ہے) ذبح کرنے کے وقت جو دعا فرمائی اس میں یہ الفاظ بھی تھے:

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَاُمَّتِہٖ

ترجمہ: اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہی تیری رضا کیلئے اپنی طرف سے

اور اُمّت کی طرف سے کرتا ہوں۔

اس حدیث کا اگر کوئی یہ مطلب سمجھے کہ اُمت کا واجب ادا کرتا ہوں تو قطعاً غلط ہے کیونکہ کسی کا واجب اور فرض دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ بلکہ یقیناً اور یقیناً اپنی طرف سے اور اپنی اُمت کی طرف سے کرتا ہوں یا میری اور میری اُمت کی طرف سے قبول فرما کا مطلب صرف یہی ہے کہ اس کا ثواب مجھے بھی عطا فرما اور میری اُمت کو بھی عطا فرما۔

مسلم جلد دوم ص ۱۵۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ

تو معلوم ہوا کہ کسی کو ثواب پیش کرنے کی غرض سے کوئی کام کرنا منع نہیں بلکہ ثواب اور سُنّت ہے۔

حدیث نمبر ۲: مشکوٰۃ ۱۱۲۸ اور ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹' ترمذی جلد اوّل، ص ۲۱۲ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ لہٰذا میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کریں تو اس کے جواز بلکہ سنت ہونے میں کیا شک؟ اور ظاہر ہے کہ

ماسوا ثواب کے اور کوئی مقصود نہ تھا' نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت دینا اور نہ آپ کا واجب ادا کرنا وغیرہ۔ آئندہ حدیثوں میں یہ بات مزید واضح ہوگی۔

نامزد کرنا اور ہر کسی کا اس کو کھانا:

نمبر ۱: سنن نسائی' جلد ۲، ص ۱۳۳: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت پناہ میں عرض کی کہ کیا میں والدہ کی طرف سے صدقہ کروں؟ فرمایا ہاں! عرض کیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی پلانا چنانچہ انہوں نے ماں کی طرف سے کنواں صدقہ کیا اور اس کنویں کا نام رکھا بیر ام سعد یعنی ام سعد کا کنواں۔ تو معلوم ہوا کہ کسی کا نام آجانے سے چیز حرام نہیں ہو جاتی' جس طرح اس نسبت سے یہ مقصود نہ تھا کہ اُم سعد کا مخلوق کنواں اور نہ ہی یہ کہ ام سعد کی عبادت کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ ایسے ہی غوثِ پاک کا ختم کہہ دینے سے قطعاً یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے کہ یہ ختم آپ کی عبادت کیلئے ہے بلکہ جیسے وہاں مراد ہے کہ کنواں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے وقف ہے مگر اس کا ثواب حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کو ملے گا' ایسے ہی یہاں کہ یہ کھانا فی سبیل اللہ ہے مگر اس کا ثواب غوثِ پاک کو پیش ہوگا اور جیسا کہ اس کنویں سے پانی پینا اہلِ ثروت کیلئے حرام نہ تھا بلکہ ہر امیر غریب' سیّد غیر سیّد' کیلئے جائز ہے' ایسے ہی یہ بھی بشرطیکہ نذر نہ ہو ورنہ صرف غرباء کیلئے ہوگا۔

نمبر۲: اور ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب دو قربانیاں فرماتے تھے تو کوئی اگر پوچھتا ہوگا کہ جناب یہ کس کی قربانی ہے؟ تو فرماتے ہوں گے ایک میری اور دوسری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تو کیا پھر وہ حرام ہو جاتی تھی اور آپ حرام کھاتے کھلاتے تھے۔ حَاشَا لِلّٰہ ایسے ہی یہاں یہ بکرا یا ختم فلاں بزرگ یا غوث کا کہنے سے مراد واضح ہے کہ اس کا ثواب آپ کو ہدیہ ہوگا۔ تو ان حدیثوں سے دو امر واضح ہوئے ایک نامزد کرنا' دوسرا ہر کسی کا کھانا۔

بزرگ کو راضی کرنا مقصود ہو:

حدیث نمبر۱: مشکوٰۃ ص ۵۷۳' باب مناقب ازواج النبی ﷺ بخاری جلد اوّل ص ۵۳۸' ۵۳۹' جلد ۲' ص ۸۸۸' مسلم جلد ۲ ص ۲۸۴' ترمذی جلد دوئم ص ۲۵۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جس قدر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آتا تھا' اتنا ازواج مطہرات میں سے کسی پر بھی نہیں آتا تھا' جس کی تین وجوہات ہیں۔

نمبر۱: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تذکرہ عام سنتی تھی۔

(بخاری کتاب المناقب)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں یاقوت کے ایک محل کی بشارت فرما دیں۔ (بخاری شریف کتاب

المناقب باب تزويج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ وفضلہا رضی اللہ عنہا)

۳۔ وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّدة فَيُهْدِیْ فِیْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

ترجمہ: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی دفعہ بکری ذبح فرمایا کرتے تھے تو اس سے خدیجہ کی سہیلیوں کو جس قدر ان کو کافی ہوتا ہدیہ ارسال فرماتے۔

نوٹ: یہ لفظ بخاری جلد اوّل، ص ۵۳۸ کتاب المناقب کے ہیں۔ اب اس حدیث نے کئی مسئلے ثابت کیے۔

۱۔ اس قسم کے ہدیوں سے ہر کسی کا کھانا جائز ہوتا ہے کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیاں ظاہر ہے تمام غریب نہ تھیں اور نہ ہی سہیلی بنانے کیلئے کسی قوم کو معیّن کیا جاتا ہے۔ لہٰزا مختلف قبائل سے ہوں گی بلکہ زیادہ تر قریش سے ہوں گی۔ اور یہ ختم بھی ان بزرگوں کے رُوح کیلئے ہدیہ ہوتا ہے جو کہ ثواب کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر نذر ہو تو علیحدہ بات ہے چلتے چلتے ایک اور حدیث سپردِ قلم کردوں۔ شاید کہ یہی ذریعہ انصاف بنے۔

ترمذی جلد اوّل ص ۱۱۳: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوّت پناہ میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو نفع ہوگا۔ فرمایا ہاں

عرض کیا کہ میرے پاس ایک کھجوروں کی ٹوکری ہے' میں آپ کو گواہ بنا کر اس کو اس کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔ تو دیکھئے کہ یہ صدقہ بھی ہے اور اس کا ثواب ماں کی روح کو بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ ایسے ہی گیارھویں کا صدقہ بھی ہے اور اس کا ثواب ہدیہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ جو حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ کسی کی روح کو راضی کرنے کیلئے کوئی کام کرنا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو گوشت ہدیہ کرنا' ماسوا اس کے نہیں تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی روح خوش ہو' ایسے ہی ظاہر ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا مقصد بھی والدہ کی روح کو راضی کرنا تھا ورنہ ان کی طرف صدقہ کرنے کے کیا معنی؟ تو ثابت ہوا کہ کسی روح کو خوش کرنے کیلئے صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کرنا' بدعت' حرام اور منع نہیں بلکہ سنت و ثواب اور بہتر ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

سوال: صدقہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اطاعت میں غیر کا ارادہ منع بلکہ شرک ہے؟

جواب: نہیں جناب مطلقاً نہیں بلکہ صرف اور صرف وہاں جہاں ایسا کرنا منشاء ایزدی کے خلاف ہو' ورنہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی اطاعت اور خدمت یا والدین کی اطاعت اور خدمت یا بچوں کی تربیت تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت ہے۔ حالانکہ ساتھ ہی اگر یہ نیّت بھی ہو کہ مذکورہ حضرات راضی اور خوش بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کو خوش کرنا (جائز طریقہ پر) خود اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ مزید تسلی کیلئے ایک اور حوالہ زیرِ تحریر کیئے دیتا ہوں۔

نسائی شریف جلد ۲، ص ۱۴۷: حضرت ابنِ شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ تو یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال کو اللہ اور اس کے رسول کیلئے صدقہ کردوں۔

اس حدیث کے تحت مولانا عبید اللہ سندھی دیوبندی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں غیر اللہ کی طرف سے تقرب بالتبع جائز ہے جبکہ مقصدِ اصل اللہ کا تقرب ہو۔ تو جیسے اس حدیث میں صدقہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے فرمایا حالانکہ صدقہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتا ہے۔

۲۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بالتبع بطورِ وسیلہ یا بطورِ تبرک وغیرہ ہے۔ ایسے ہی یہ چیز اللہ تعالیٰ کیلئے گیارھویں یا غوثِ پاک کا ختم ہے کیونکہ یہ ذکر اور رضا طلبی بالتبع ہے۔

الحمد للہ چار امور یعنی ایصالِ ثواب' نامزد کرنا' بزرگ کو راضی کرنا' ہر ایک کا کھانا' احادیث سے ثابت ہوئے۔ مزید علماء کے حوالے بعد میں آئیں گے۔

آیئے اب پانچویں امر سامنے رکھ کر پڑھنے کی طرف آئیں۔ یہ بھی حدیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ ہو:

حدیث نمبر ۱: مسلم شریف جلد اوّل، ص ۴۶۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **ووضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی الطعام فدعا فیہ**۔ یعنی آقا نے کھانے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔

حدیث نمبر ۲: مسلم شریف جلد اوّل' ص ۴۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نیا پھل نکلتا تھا تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما کو بچوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

لوگوں کا کھانے کیلئے جمع ہونا یا کرنا:

تو یہ بھی شرعاً کوئی منع نہیں بلکہ جائز۔ دیکھیں ابوداؤد، جلد ۲، ص ۱۷۲:

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے تو فرمایا: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ۔ یعنی اُمید ہے کہ تم علیحدہ علیحدہ ہو کر کھاتے ہو عرض کیا "نعم" ہاں۔ فرمایا:

فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ تو جمع ہو کر کھایا کرو۔

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو
وَيُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ تمہارے لئے اس میں برکت دی جائے گی۔
(مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب الضیافۃ)

دن کا مقرّر کرنا:

شرعاً منع نہیں ہاں اگر یہ سمجھے کہ اس دن کے بغیر جائز ہی نہیں تو یہ غلط ہوگا کیونکہ جب شریعت نے اس میں منع نہیں کیا تو یہ کون ہے جو منع کرے۔ دیکھیں مشکوٰۃ شریف، ص ۳۴، مسلم شریف جلد دوم، ص ۳۷۷، بخاری جلد اوّل، ص ۱۶: حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات وعظ فرمانے لگے۔ تو دیکھئے حالانکہ قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں کہ وعظ کیلئے جمعرات کو مقرر کرو مگر صحابیٔ رسول دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے مقرر فرماتے ہیں تو معلوم ہوا کہ کسی مصلحت کے پیشِ نظر دن مقرّر کرنا منع نہیں یا جیسے شادی کی تاریخ، جلسے کی تاریخ، تبلیغیوں کی گشت کی تاریخ وغیرہ تو اس کے تمام اجزاء سے کوئی بھی حرام ومنع نہیں تو کل حرام ومنع کیسے ہوگا۔

سوال: اگرچہ علیحدہ علیحدہ سب کے سب احادیث میں ہیں مگر مجموعی طور پر تو کہیں نہیں۔ لہٰذا بدعت ٹھہرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

"کل بدعة ضلالة" ہر بدعت گمراہی ہے لہٰذا یہ گمراہی ہوئی۔

الجواب: بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی یعنی ہر نیا کام اور دُوسرا شرعی۔ شرعی بدعت کی تعریف یہ ہے جس سے کوئی سُنّت ختم ہو جائے۔ اور سُنّت ہے اس چیز کا نام جس کو آپ نے فرمایا' یا کیا' یا آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے منع نہ فرمایا' نہ کہ نہ کرنے کا نام ہے' ورنہ تو ہزار ہا اسلامی احکام حرام و منع ہو جائیں گے۔ مثلاً تراویح کی مستقل جماعت' جمعہ کی دوسری اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شروع کی ہے مساجد کے مینار' محراب' قرآن پاک کے حرکات رکوع وغیرہ' نمازی کی زبانی نیّت' شبینہ چند آدمیوں کا مل کر کسی کے گھر ختم کرنا' جمعہ کے دن پہلے خطبہ پھر تقریر' جمعہ کے خطبہ میں خلفاء اربعہ وغیرہ حضرات کا ذکر وغیرہ۔ اور گیارھویں کے ختم سے کوئی جاری کردہ سُنّت ختم نہیں ہوتی۔ لہٰذا منع نہ ہوا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ ....

آخر تک مشکوٰۃ ص ۳۰ بحوالہ ترمذی۔

اور اچھے نئے کام کے متعلق فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ

بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ

(مشکوٰۃ ص ۳۳، بحوالہ مسلم)

ترجمہ: کہ جس انسان نے کوئی اچھا کام نیا شروع کیا تو اس کو اپنا بھی ثواب ہوگا اور جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا اس کے برابر ثواب ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کم ہو۔

بندہ کے خیال میں اس سے بڑھ کر اور کوئی وضاحت نہیں ہو سکتی۔

اب آخر میں چند ایک حوالہ جات دیوبندی اکابرین و دیگر اکابرین کے پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ختم دیئے اور جائز سمجھا۔

۱۔ امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب فرمان نمبر ۱۶۹، ص ۸۷: جب مثنوی ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا ہوا اور ارشاد یعنی فرمان حاجی امداد اللہ ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔

اب دیکھیں اس میں کون سی چیز باقی رہ گئی۔ اور اسی کتاب کے ص ۹۴ فرمان ۱۸۲ میں لکھا: فرمایا (حاجی صاحب نے) کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکاً ہوتی تھی، جب ختم ہوئی تبرکا دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کئے گئے، طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے

جاری ہے۔اس زمانہ میں لوگ انکار کرتے ہیں۔

۲۔ زبدۃ النصائح میں شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔اگر کوئی شخص کسی بکرے کو گھر پالے تا کہ اس کا گوشت خوب ہو جائے' غوثِ اعظم کا فاتحہ پڑھ کر کھلائے تو حرج نہیں۔ دیکھیں اب تو شاہ اسماعیل نے صاف طور پر غوثِ اعظم کا ختم بھی جائز کر دیا ہے۔

۳۔ تفسیراتِ احمدیہ میں مُلّا جیون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والبقرۃ المنذورۃ فی زماننا یعنی جو گائے ہمارے زمانے میں نذر مانی جاتی ہے تا کہ اس پر ختم پڑھا جائے حلال طیّب ہے۔

۴۔ انفاس العارفین ص ۲۰: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔حضرت معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حضرت میر ابوالعلی اکبر آبادی مراقب تھے کہ قبر سے آواز آئی کہ آپ کے گھر والوں نے آپ کے صاحبزادے میر نورالعلی کی صحت کی خرابی کی وجہ سے نیاز بھیجی تھی۔اب آپ کا بچہ تندرست ہے۔ص ۲۵ کھانے پر ختم اور ص ۴۴ خاوند کے آنے پر نذر کا بھی مفصل تحریر ہے۔

۵۔ فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۷۷: شاہ ولی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سال میں دو مجلسیں فقیر کے گھر پر ہوتی ہیں' ان مجلسوں کی تفصیل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے اس پر فاتحہ کیا

جاتا ہے۔ دیکھیں کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ چیز موجود بھی رہتی ہے تو سامنے رکھنے والا معاملہ بھی صاف ہوا اور ختم پڑھنے والا بھی۔

۶۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء مترجم ص ۲۸: ایک وظیفہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کی ابتداء جمعرات کے روز غوثِ پاک اور سابقین ولواحقین مشائخ سلسلہ کا ختم پڑھنے کے بعد کی جائے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں تفصیلاً بحث کی اور واضح الفاظ میں جائز ہونا ثابت فرمایا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم ہمارے نزدیک تو اعلیٰ درجے کے مومن ہیں اور دیگر آج تک کے بزرگان دین بھی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن

ترجمہ: جس چیز کو مسلمان بہتر جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہو جاتی ہے

تو جب آج تک کے تمام بزرگوں، ولیوں، مسلمانوں نے ختم گیارھویں کو بہتر جانا اور کیا تو فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً بہتر اچھا، جائز، ثواب ہی ہے۔ اور اگر سائل کے نزدیک مذکورہ حضرات اور اشرف علی وغیرہ کا ایمان معتبر نہیں تو بڑے شوق سے گیارھویں شریف کے ختم کو حرام منع کہیں۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین

بجاہ نبی الکریم والہٖ الطیبین وصحابتہ المومنین الکاملین

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

....

ختم شریف

سب سے پہلے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ٭ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

٭ پڑھ کر سورۃ ملک پڑھے۔ اس کے بعد سورہ الکافرون ایک بار، سورہ اخلاص 3 بار، سورہ فلق ایک بار، سورہ الناس ایک بار، اس کے بعد سورۃ فاتحہ شریف پڑھے پھر سورہ بقرہ کی درج ذیل ابتدائی آیات پڑھے۔

الٓمّٓ ٭ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ . ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ٭ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ٭ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ٭ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٭

پھر یہ آیات پڑھیں:

ان رحمۃ اللہ قریب المحسنین ٭ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ٭ دعوھم سبحانک اللھم و تحیتھم فیھا سلم

واخر دعوهم ان الحمد للّٰہ رب العالمین o مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا o اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o

اس کے بعد درود پاک (درود ابراہیمی یا درود تاج یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ 3 بار) اس کے بعد یہ پڑھے:

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون o وسلم علی المرسلین o والحمد للہ رب العالمین o اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

نوٹ: یہ طریقہ مخصوص نہیں ہے۔

اس کے بعد دعا مانگے۔ ایصالِ ثواب کی دعا کے الفاظ مخصوص نہیں ہیں۔ اُردو زبان میں دعا مانگنے کا ایک آسان طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔

دعا ایصالِ ثواب

باوضو اور مؤدب ہو کر دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا کر سینے کے برابر اُٹھا کر کشادہ رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل کلمات پڑھے جائیں:

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد و علی آلہ

واصحابه وازواجه اجمعین . ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم . وتب علینا انک انت التواب الرحیم

یاالٰہی! تیری رضا کی خاطر دامے، سخنے جو کوشش کی گئی ہے اسے شرف قبولیت عطا فرما۔ اس میں جو کمی یا کوتاہی رہ گئی ہے اسے معاف فرما اور آئندہ کیلئے اصلاح کی توفیق عطا فرما۔

اس تمام کوشش کا ثواب بارگاہ سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۃً تحفۃً عقیدتاً پیشِ خدمت ہے۔ قبول و منظور فرما۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے تمام انبیاء کرام، رسل عالی شان اور مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کی خدمت میں پیشِ خدمت ہے قبول و منظور فرما۔

یاالٰہی عزّ و جلّ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین، تمام ازواج مطہرات، چاروں بناتِ طیبات، جملہ آلِ اطہار، خلفاءِ اربعہ، عشرہ مبشرہ، سارے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم، تمام تابعین عظام، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین تمام سلاسل کے تمام اولیاء، اغواث، اقطاب، اوتاد، ابدال، سارے علماء و صلحاء، شہداء، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت کے دن تک آنے والے ہر حق پرست خصوصاً اُمت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے سب افراد کی ارواح مقدسہ بالخصوص...... کی روح کو پہنچا۔ اور

اس کے صدقے اس کی لغزشوں کو معاف فرما۔ درجات بلند فرما' جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ خیر خلقہ ونور
عرشہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین . آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین ○

نوٹ: ایصالِ ثواب کی منظوم دُعا رسالہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆.................................☆☆

دعا ایصالِ ثواب

از قلم: محمد وسیم الرضا اسد سیالوی (بھابڑہ شریف)

یارب (عزوجل) حمد تیری میں کروں کس طرح بیاں
کامل ہے ذات تیری ناقص میری زباں

تو ازل ابد کا خالق لوح و قلم کا مالک
مُلک و ملائک تیرے قبضے میں سب جہاں

تو نے جہاں کی ہر شے انساں لئے بنائی
پیدا کیے عبادت کی خاطر ہی انس و جاں

انسان کی رہبری کو بھیجے نبی و مرسل
محمد (ﷺ) بنا کے بھیجے سردار مرسلاں

محمد (ﷺ) ہیں بوئے گلشن، محمد (ﷺ) ہیں روح چمن
محمد (ﷺ) کا فیض جاری ہر جنس و ہر زماں

تیرے نبی (ﷺ) کی اُمت کا فرد ہوں خدایا (عزوجل)
بس آس یہ بڑی ہے بے شک برا ہوں ناداں

تیری رضا کی خاطر جو کچھ کیا گیا ہے
اس کو قبول کر لے مولائے مہرباں

سارے رُسل و مرسل نبیوں کی بارگاہ میں
ہدیہ ثواب یا رب (عزوجل) نذرانہ دل و جاں

پھر بالخصوص مولا (عزوجل) دربار مصطفےٰ (ﷺ) میں
ازواج وآل حضرت اصحاب عالی شان (رضی اللہ عنہم)

خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کی
پھر تابعین و اتباع اور مجتہد اماماں (رضی اللہ عنہم)

اُمت کے سب شہیدوں ولیوں کی بارگاہ میں
سوغات پیش خدمت علماء حق پرستاں

ان کی طفیل یارب (عزوجل) اس کا ثواب پہنچے
اُمت کے ہر فرد کو جو بھی ہوا مسلماں

خاص کر کے مولا (عزوجل) میرے ہادیان دیں کو
ماں باپ بہن بھائی استاد و رشتہ داراں

سب اقرباء اعزاء ہمسائیگان میرے
جس نے بھی کیا ہے مجھ پہ کبھی بھی احساں

صدقے میں مولا (عزوجل) سب کے دے بندگی کی زندگی
اور موت اپنی راہ میں مدنی کا آستاں